نظرات

"سفر افریقہ و حجاز کی چند جھلکیاں" کی ابھی تین قسطیں ہی نکلی تھیں کہ پاکستان کا سفر، ایک کانفرنس میں شرکت کی تقریب سے پیش آگیا، یہ سفر ۹ر مارچ کو طیارہ کے ذریعہ شروع ہوا تھا اور ۲۷ر اپریل کو ختم ہوا، اس مدت میں اگرچہ طویل قیام کراچی اور لاہور رہا لیکن اسلام آباد میں بھی تین دن گذرے اور ایک ایک دن کے لئے گجرانوالا اور سکھر بھی جانا ہوا، ہر طبقہ اور ہر جماعت کے لوگوں سے گفتگوئیں ہوئیں، بے شمار دعوتیں استقبالیے اور تقریریں ہوئیں، ہر ایک کی سنی اور اپنی سنائی، ایک حقیقت جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا یہ ہے کہ پہلے پاکستان کا چہرہ اسلامی نہیں تھا۔ مشرقی ہونے کے باوصف تہذیب فرنگ کا غازہ آلودہ تھا، لیکن موجودہ حکومت نے یہ غازہ دھو ڈالا ہے اور اب یہ چہرہ صاف طور پر مشرقی اور اسلامی نظر آنے لگا ہے اور حکومت کا اعلان ہے کہ وہ صرف چہرہ نہیں، بلکہ جسم اور روح کے اعتبار سے بھی وہ اس مملکت خداداد کو اسلامی بنانے کا عزم بالجزم رکھتی ہے، پھر جہاں تک جنرل ضیاء الحق کی ذاتی اور شخصی حیثیت کا تعلق ہے دوست دشمن، موافق اور مخالف سب کو اس بات کا برملا اعتراف ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے ان جیسا شریف النفس، نیک اور اسلامی عبادات و احکام کا پابند کوئی سربراہ مملکت نہیں آیا، لیکن اس کے باوجود متعدد پارٹیاں جو اس وقت قانوناً ممنوع ہیں آپس میں گٹھ جوڑ کرکے جنرل ضیاء الحق کی بڑی شدت سے مخالفت کر رہی ہیں، اور پیپلز پارٹی کے سُر سے سُر ملا کر ایک ہی لَے میں

گانے لگی ہیں اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ علمائے اسلام کا ایک بڑا طبقہ بھی انھیں کی ہم نوائی کر رہا ہے، میں نے ان تمام چیزوں پر کافی غور و خوض کیا اور بہت کچھ پڑھنے، دیکھنے اور سننے کے بعد موجودہ صورت حال کے اسباب و علل کا سراغ لگانے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ داخلی انتشار، جماعتی اختلافات اور ملک میں عام کرپشن کے باعث پاکستان اس وقت اپنی زندگی کے نہایت نازک دور سے گذر رہا ہے، اس کا علاج سر دست اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ جمہوریت کو بحال کرنے کی غرض سے الکشن کرایا جائے، جنرل ضیاء الحق نے اس کا وعدہ کیا ہے، وہ بار بار اس وعدہ کا اعادہ کر رہے ہیں اور الکشن کے انتظامات بھی شروع ہو گئے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ الکشن سچ مچ الکشن ہو، یعنی عوام کسی کی طرف سے زبردستی اور دھاندلی اور کسی قسم کی حرص اور طمع و لالچ کے بغیر آزادی کے ساتھ اپنے ووٹ کا استعمال کریں، اگرچہ میرے اندازہ کے مطابق اس بات کا خطرہ ہے کہ کوئی ایک پارٹی بھی واضح اکثریت میں نہ ہونے کے باعث گورنمنٹ بنانے کی پوزیشن میں نہ ہو، اور اگر ایسا ہوا تو پھر وہی دھاچوکڑی مچے گی اور پاکستان کو استحکام نصیب نہ ہوگا۔ بہر حال، اس وقت الکشن کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے، یہ ملک کا عام مطالبہ اور حالات کا تقاضہ بھی ہے، اسے تو بنام خدا ہونا ہی چاہیے۔

قارئین برہان کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ ڈاکٹر محمد لیسین مظہر صدیقی ریڈر شعبۂ اسلامیات علی گڈھ مسلم یونیورسٹی، جن کے محققانہ مقالات برہان نے برصغیر کے علمی حلقوں میں دھوم مچا رکھی ہے، پاکستان گورنمنٹ نے ان کو بیس ہزار روپیہ کا ایک انعام، موصوف کے اس گراں قدر مقالہ پر دینا منظور کیا ہے جو نقوش لاہور کے سیرت نمبر کی جلد پنجم میں "عہد نبوی میں نظم و نسق مملکت" کے زیر عنوان شائع ہوا ہے، یہ مقالہ جو در حقیقت

مقالہ نگار کی زیر اشاعت ایک انگریزی کتاب کے چند ابواب کا اردو ترجمہ ہے در اصل ہے بھی اسی درجہ بلند اور محققانہ کہ پاکستان کی جج کمیٹی اسے نظر انداز نہیں کر سکتی تھی برہان ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے۔

اور ساتھ ہی پاکستان گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ اس نے ایک انڈین اسکالر کی قدردانی کر کے اپنے صاحب نظر و وسیع القلب ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

حسن اتفاق دیکھئے، ۲۸ر مارچ کو شام کے وقت جب لاہور کے قدیم اور مشہور ہوٹل فلیٹیز میں جناب محمد طفیل صاحب اڈیٹر و مالک نقوش کی جانب سے نقوش کے سیرت نمبر کی نہایت شاندار تقریب منعقد ہوئی تو اس تقریب کے صدر جناب ڈاکٹر محمد افضل صاحب وزیر تعلیم حکومت پاکستان تھے اور راقم الحروف مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک بزم تھا، اور اسی موقع پر سیرت نمبر کے انعام پانے والے مقالہ نگاروں کے ناموں اور انعامات کی رقوم کا اعلان کیا گیا، اکابر علم و ادب نے سیرت نمبر اور اس کے فاضل مرتب کے بارے میں اپنے جذبات و احساسات کا اظہار بلاغت و طلاقت لسانی سے کیا، اس کے بعد راقم الحروف اور آخر میں جناب صدر کی تقریر ہوئی، مزید حسن اتفاق یہ ہوا کہ افاضل و اکابر لاہور کے اس اجتماع میں علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے صدر پروفیسر محمد اقبال انصاری بھی موجود تھے۔

میں کراچی میں مقیم تھا، اپریل کے پہلے ہفتہ میں جناب مولانا معراج الحق صاحب صدر مدرس دار العلوم دیوبند وہاں پہونچے تو فرمایا: میں نے لاہور میں ریڈیو